رجسٹرڈ ایل نمبر

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون

ماہواری رسالہ

انوار الصوفیہ

جلد ۱ بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۳ نمبر ۹

فہرست مضامین

مئی جون ۱۹۰۵ء

انجمن خدام الصوفیہ
کی طرف سے

مطبع فیض عام پریس لاہور میں چھپکر شائع ہوا

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1904 کو شروع کروایا تھا



تاجدار بہاولپور

**رسالہ انوار الصوفیہ کی 1904 کی ابتدائی 12 جلدیں مہیا
کرنے پر میں پروفیسر فاروق منشاد صاحب کا مشکور ہوں**

پروفیسر محمد منشاد علی جماعتي رحمتہ اللہ علیہ
خلیفہ مجاز علی پور سیداں شریف

نوٹ: یہ رسائل باباجی سرکار پروفیسر منشاد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے
خود پروفیسر فاروق صاحب کو دیے تھے، اوران تمام رسائل
کی سکیننگ کا تمام کام پروفیسر فاروق صاحب نے کیا ہے،



پروفیسر فاروق منشاد جماعتي

جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

1 1904 Agust
2 1904 September
3 1904 October
4 1905 January
5 1905 February
6 1905 March
7 1905 April
8 1905 May
9 1905 June
10 1905 July
11 1905 Agust



مقاصد و اغراض انجمن خدام الصوفیہ

(۱) اتحاد جمیع سلاسل صوفیہ مثلاً نقشبندیہ چشتیہ۔ قادریہ سہروردیہ وغیرہ

(۲) اشاعت علم تصوف۔

(۳) فراہمی کتب تصوف۔

(۴) اجرائے رسالہ انوار الصوفیہ جسمیں صوفیہ کرام کا تذکرہ اخلاق و آداب وغیرہ درج ہوں۔

نوٹ

ہر ایک قسم کی خط و کتابت متعلقہ انجمن خدام الصوفیہ یا رسالہ انوار الصوفیہ و ترسیل زر و منی آرڈر و تبادلہ اخبارات و رسالہ جات بنام حافظ ظفر علی ایڈیٹر رسالہ ہذا بمقام لاہور۔ لوہاری منڈی۔ دفتر رسالہ انوار الصوفیہ ہونی چاہئیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

کامل ہے جو ازل سے وُہ ہی کمال تیرا ۔۔۔ باقی ہے جو ابد تک وہ ہے جلال تیرا
ہے عارفوں کو حیرت اور منکروں کو سکتہ ۔۔۔ ہر دل پہ چھا رہا ہے رُعبِ جمال تیرا
کاوش میں ہے الٰہی دگداہیں ہے طبیعی ۔۔۔ جو حل ہُوا نہ ہو گا وُہ ہے سوال تیرا
چھُوٹے ہُوئے ہیں گو جی پر دِل بندھے ہوئے ہیں ۔۔۔ مِلنے سے بھی سوا ہے چھُٹنا محال تیرا
گو حکم تیرے لاکھوں یہاں ٹالتے رہے ہیں ۔۔۔ لیکن ٹلا نہ ہرگز دل سے خیال تیرا
پھندے سے تیرے کیونکر جائے نکل کے کوئی ۔۔۔ پھیلا ہُوا ہے ہر سُو عالم میں جال تیرا
اُن کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی کی ۔۔۔ آنکھوں میں بس رہا ہے جن کی جلال تیرا
دِل ہو کہ جان تجھ سے کیونکر عزیز رکھئے ۔۔۔ دِل ہے سو چیز تیری جان ہے سو مال تیرا
ہے پُورِ زال سے دل اُس کا قوی زیادہ ۔۔۔ رکھتی ہے آسرا یہاں جو پیر زال تیرا
ہے پاس دوستوں کے تیرے یہی نشانی ۔۔۔ یارب کبھی نہ پائے زخم اندمال تیرا

بیگانگی میں حالیؔ یہ رنگِ آشنائی
سُن سُن کے سر دُھنیں گے قال اہلِ حال تیرا

نعت

تیری زلف گر شبِ قدر ہے تیرا چہرہ بدرِ منیر ہے
تیرے صدقے کیوں نہ ہو مہ جبیں تُو حبیبِ ربِّ قدیر ہے

تیری شکل سورۂ نور ہے تیرا حسن جلوہ فروز ہے
تیری دید عین سرور ہے تیرا شبہ نہ نظیر ہے
تیرے محو جلوہ کو دلربا ہے بہار باغ ارم سدا
غم دو جہاں سے ہوا رہا تیری زلف کا جو اسیر ہے
تو بہار باغ کریم ہے تو ریاض خلق عظیم ہے
تیرا جود بحر عظیم ہے تیرا دست ابر مطیر ہے
تیری بارگاہ ہے نہ آسماں تیرا قصر خاص ہے لامکاں
تیرا جبرئیل ہے پاسباں تو وہ شاہ عرش سریر ہے
تیرے شہر کی ہے جو خوش ہوا وہ نسیم مصر کہاں بھلا
تیری خاک وہ ہے جو جانفزا نہ وہ مشک ہے نہ عبیر ہے
تیری مہر لطف ہے جانفزا تیرا قہر غصہ ہے جانگزا
کہ کماں میں تیری ہے سر ورا وہ جو نارمیت کا تیر ہے
تیرے شوق میں طپش دروں وہ جو دمبدم ہے میں کیا کہوں
ابھی جلوہ میں ہے پہ دیر کیوں میرا وقت اب تو اخیر ہے
کبھی یاد کر کے ہوں نالہ کش چلی آتی ہے کبھی غش پہ غش
تجھے کچھ خبر بھی ہے ماہ وش تیری ہجر کیسی عسیر ہے
میرا حال یہ جو زبوں ہوا میرا یہ جو شور جنوں ہوا
تجھے سب خبر ہے کہ کیوں ہوا تو ہر ایک شئے سے خبیر ہے
ہے یہ عرض رونق کمترین کہوں اور کس سے میں شاہ دیں
میرے ہو شفیع و معیں نہیں میرا اور کون نصیر ہے

اطلاع

انجمن خدام الصوفیہ کے دوسرے سالانہ جلسہ میں اس امر کا اظہار کیا گیا تھا کہ اکابرِ صوفیہ کی ایسی مفید اور مستند تصنیفات کی اشاعت کی جائے جو ابتک شائع نہیں ہوئیں یا شائع ہو کر اب کمیاب ہو گئی ہیں چنانچہ مقامات حضرت خواجہ خواجگان سید میر کلال رحمۃ اللہ علیہ و مقامات حضرت امام الشریعۃ سلطان الطریقۃ سید بہاؤ الحق و الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ جو اعلیحضرت قبلۂ عالم شاہ صاحب علیپوری ادام اللہ برکاتہم و فیوضہم کشمیر سے تلاش کر کے لائے ہیں یہ دونوں کتابیں حاضرین جلسہ کو دکھائی گئیں اور چند احباب نے امداداً چندہ بھی عنایت فرمایا۔ الحمد للہ کہ یہ کتابیں اب چھپنی شروع ہو گئی ہیں جن صاحبوں کو انکی خریداری منظور ہو فوراً اپنا نام درج رجسٹر خریداران کرائیں تا کہ تیار ہونے پر انکی خدمتیں وا کیجائیں ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا۔

مینیجر کتب خانہ انجمن خدام الصوفیہ

ضروری نوٹ

"قانون تصوّف" جس کے بیش بہا مضامین سے آپ نے رسالہ نمبر ۸ میں حظ وافر اُٹھایا ہے۔ جو انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسے میں پڑھا گیا تھا جسکی بابت جناب حافظ صاحب دامت برکاتہم کی رائے مبارک تھی کہ اس کو کتاب کی صورت چھاپا جائے۔ لیکن ممبران انجمن نے رفاہ عام کے لئے یہ مناسب سمجھا کہ اس کو درج رسالہ کیا جائے تاکہ سب ناظرین رسالہ اس سے مستفید ہوں۔

رسالہ نمبر ۸ میں "قانون تصوّف" کے شروع صفحہ میں غلطی سے صفحہ کا نمبر ۷ لکھا گیا ہے۔ یہ ایک بہت ضخیم کتاب ہوگی جو مختلف رسالوں میں چھپے گی۔ سب صاحبان بجائے اُن نمبروں کے جو رسالہ کے صفحوں کے لحاظ سے لکھے گئے ہیں نمبر ۱ سے نمبر ۳۰ تک ڈال لیں۔ اسی لئے رسالہ نمبر ۹ میں قانون تصوّف کا نمبر ۳۱ دیا گیا ہے۔ تاکہ نمبروں کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے۔ اور بعد میں ایک قیمتی کتاب بنجائے۔

ایڈیٹر

اِس سے شراب خوری میں اثر باطنی ہونا اور اُس کا اثر دُوسروں پر پڑنا اور کاملوں کو اُس کا معلوم ہو جانا ثابت ہے۔ جب آدمیوں پر اثر اُس کا پڑتا ہے تو دُوسرے حیوانوں اور نباتات اور جمادات پر بھی اُس کا اثر پڑتا ہے جو کاملوں کی تحقیق سے ثابت ہے اور اسی وجہ سے ایسے لوگوں سے جو اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کے مصدر ہوں اور جو نا جنس ہوں علیحدہ رہنا اور اُنسے وحدت و خلوت طالب حق کے لئے ضروری ہے اور کاملان وقت بھی اُنسے وحدت اور علیحدگی رکھتے ہیں پاس آنے نہیں دیتے۔ طالب حق سالک صادق کا تو نقصان کیفیت باطن اُس سے ہوتا ہے اور کاملان کا وقت اُس سے مکدر ہوتا ہے۔ اب اُن اشیاء کا حال سُنئے جو اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کے خبیث اور بڑے طاقتور اثر سے مؤثر ہوتی ہیں اور اپنی خباثت اثر سے کاملان کی جمعیت پر بھی اپنا اثر ڈالتی ہیں۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (رشحات مطبوعہ صفحہ ۲۵۲) کہ صحبت اجنبی سے نسبت میں فتور پڑتا ہے ایک روز حضرت شیخ ابو یزید قدس سرہ کے وقت میں فتور ہوا فرمایا دیکھو ہماری مجلس میں کوئی بیگانہ ہے یہ فتور وقت اُس کے سبب سے ہے۔ بہت دیکھا کوئی آدمی بیگانہ نہ پایا تو فرمایا عصا خانہ میں جاؤ وہاں دیکھو۔ عصا خانہ کو جو دیکھا تو وہاں ایک عصا بیگانہ پایا اُس کو دُور پھینک دیا اُس کو دُور پھینکنا تھا کہ واجد وقت ہوئے (جمعیت حاصل ہو گئی)

حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت میں بھی ایک دن اسی طرح فتور ہو گیا تھا آپ نے فرمایا کہ کوئی بیگانہ اس صحبت میں ہے اُسی کے سبب سے ہمارا گوہر نسبت گم ہو گیا ہے۔ بہت تلاش کیا تو جوتیوں میں ایک جوتی بیگانی پائی اُس کو دُور پھینک دیا۔ اُسی وقت جمعیت اور صفائی وقت ظاہر ہوئی اور تفرقہ اور کدورت جاتی رہی

اِس ارشاد سے یہ باتیں ثابت ہیں کہ بیگانہ نا جنس کا عصا اور جوتی بھی اُس کے حال سے مؤثر ہوتے ہیں اور وہ اثر بیگانہ کا ایسا خبیث اور طاقتور بھی ہوتا ہے کہ کاملوں کی نسبت اور جمعیت پر اپنا اثر کرکے اُسمیں فتور اور تفرقہ ڈالدیتا ہے۔ بھلا دیکھئے کہاں ایک بیگانہ کا عصا اور کہاں پیشوائے اولیاء اللہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عصا اپنے اثر سے اُنکی وقت میں فتور ڈالدے اور اُن کی جمعیت اُس سے جاتی رہے

اور کہانتک ایک جوتی بیگانہ کی حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت میں اپنے اثر خبیث سے فتور ڈالدے وہ کاملان وقت تو اِس مسئلہ سے واقف تھے کہ یہ فتور نسبت کا اثر بیگانہ سے ہے شئے بیگانہ کو دُور کر کر واجد وقت و جمعیت ہوئے تفرقہ سے نکلے وائے برحالِ ما کہ ہمارے گرد و پیش ایسی بیگانہ تاثیر دار بہت چیزیں ہیں ہماری کیفیت باطنی اُن کی غذا ہے اُس کو وہ کھاتی ہیں چٹ کرجاتی ہیں - اور ہمکو اس کی خبر نہیں ہوتی کبھی تو ہم اپنے گریبان میں مُنھ ڈالکر دیکھیں کہ ہم خلاف ورزی قاعدۂ وحدت کے کہاں تک مُجرم ہیں اور کیا وجہ ہماری محرومی کی ہے - اِسکا علاج کرنا چاہئے - علاج اِس کا کیا ہے؟ بیگانہ اور ناجنس سے اور اشیاء مؤثر شدہ اثر بیگانہ و ناجنس سے دُوری اور علیحدگی و وحدت اور حضرت مرشد و اولیاء وقت کی حضوری اور صحبت یہی دو عمل اکسیر ہیں جو مسِ قلب کو کُندن بناتے ہیں ؎

صحبتِ شیخ و صُحبتِ پیرے	کہ مسِ قلب راست اکسیرے

ایک بات اِس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ اشیاء بیگانہ کی حد تاثیر ہے کہ قریب سے تو اثر اُن کا پڑتا ہے بُعد و دُوری سے نہیں پڑتا جیسے قطب نما کے پاس مقناطیس کے آنے سے تو اثر اُس کا قطب نما پر پڑتا ہے دُور ہو جانے سے نہیں پڑتا یعنی مقناطیس کی حد اثر میں قطب نما کے آنے سے اُسپر اثر اُس کا پڑتا ہے - اُس کے حد اثر سے دُور ہو جانے سے نہیں پڑتا - اِس حد اثر کا فاصلہ کہ کتنا ہے آپ جانتے ہیں کہ آپ کو اُس کا تجربہ ہے - اشیاء مؤثر شدہ از اثر بیگانہ و ناجنس کے حد تاثیر کا فاصلہ مُرشدانِ کامل جانتے ہیں جس کا اُنکو تجربہ ہے -
صاحب رشحات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (رشحات مطبوعہ صفحہ ۲۵۲) کہ بعض خاص صاحبوں نے فرمایا کہ حضرت خواجہ عُبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے اصحابوں میں سے ایک صاحب صبح کے وقت جس وقت مجلس صحبت حضرت خواجہ کی منعقد ہوتی تھی جامہ بیگانہ پہن کر آئے اُن کے آنے سے تھوڑی ہی دیر بعد حضرت خواجہ احرار رح نے فرمایا بیگانہ کی بُو آتی ہے اُس کے بعد اُس آنے والے عزیز سے فرمایا کہ تجھ سے یہ بُو آتی ہے تُو نے لباس بیگانہ پہن رکھا ہے وہ عزیز وہاں سے اُٹھا اور مجلس سے باہر جا کر اُن بیگانہ کپڑوں کو اپنے بدن سے اُتار کر دُور پھینک کر آیا فقط - غور کیجے بیگانی شئے اپنے اثر سے کیتی خرابی لائی اُس خرابی کا حال حضرت خواجہ احرار رح کو جو کامل تھے معلوم ہوگیا اُن صاحب کو معلوم نہ ہُوا مرشد کی صحبت سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ وہاں خرابیاں معلوم ہو جاتی ہیں -
ضعف و قوت اثر - یہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ ایک ڈوبچی کی بجلی میں ضعف ہوتا

ہے۔ اور زیادہ ڈولچیوں کے بجلی میں قوت اسی طرح ایک شخص کے اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کے اثر میں کمزوری ہوتی ہے۔ اور زیادہ اشخاص کے اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کے اثر میں طاقتوری تو ایسے گروہ اشخاص کی صحبت سے جو مصدر اعمال و اخلاق ناپسندیدہ ہوں بچنا اور وحدت رکھنا طالب حق کو بہت ہی ضروری ہے۔ کہ ان سب کا اثر ملکر طاقتور ہو جاتا ہے باطن طالب حق پر برا اثر لاتا ہے ایسی ہی وہ شئے جو ایک گروہ اشخاص مذکو کے اثر سے موثر ہو، برا اثر طالب حق کے باطن پر لاتی ہے۔ مگر یہاں ایک اور امر بھی ہے کہ بعض شخص کا ذاتی اثر بھی دوسرے شخص کے ذاتی اثر سے طاقتور ہوتا ہے کہ ایک شخص شب و روز اعمال و اخلاق ناپسندیدہ میں غرق رہتا ہے اُس کا اثر بہت طاقتور اور خبیث ہوتا ہے۔ اور ایک شخص سے ابھی اعمال و اخلاق ناپسندہ ظہور میں آئے ہیں اِس کا اثر اُس سے طاقت اور خباثت میں کم ہوتا ہے۔ یہ قوت اثر ایک شخص کے اعمال و اخلاق کے دوسرے شخص کے اعمال و اخلاق کے اثر سے ایسی زیادہ ہوتی ہے جیسی بجلی کی ایک قسم کی بیٹری (Battery) کی ایک جوڑہ کی قوت دوسری قسم کی بیٹری کے ایک جوڑہ کی قوت سے زیادہ ہوتی ہے۔ جو حال قوت و ضعف اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کے اثر کا ہے وہی حال قوت و ضعف اعمال و اخلاق پسندیدہ و حمیدہ کے اثر کا ہے۔ کامل کی ایک عمل پسندیدہ اور خلق پسندیدہ کے اثر میں وہ طاقت کامل ہے کہ غیر کامل کے اُسی عمل اور خلق کے اثر سے ہزارہا درجہ زیادہ ہے۔ غیر کامل کے عمل و خلق پسندیدہ کا اثر اگر سو دو سو مستعدوں اور قابلوں میں سرایت کرتا ہے تو کامل کے عمل و خلق پسندیدہ کا اثر ہزارہا مستعدوں اور قابلوں میں سرایت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ قوت میں زیادہ ہے۔ مثلاً

منفرد کی نماز کا اور جماعت کی نماز کا اثر

منفرد کی نماز کا اثر اوسی تک رہیگا۔ اگر وہ غیر کامل ہے تو اُس کی نماز کے دو حال ہونگے ایک ایسے حال کی نماز اُس کی ہوگی جس میں اُس کا دل خیالات باطل اور فکرہائے بے حاصل

سے پریشان ہوگا۔ اُس میں خشوع اور خضوع اور حضور قلب جو شرائط نماز کے ہیں کچھ بھی نہ ہوگا۔ یہ نماز کچھ خوبی نہیں رکھے گی۔ خوبی کے نام سے اُس کے اثر میں نقطہ اور صفر ہوگا۔ مگر چونکہ وہ منفرد ہے۔ اُس کے پاس اور کوئی شخص نہیں۔ اُس کے اثر ناقص کی سرایت اور کسی شخص میں نہ ہوگی۔ البتہ اُس کے خراب اثر سے درودیوار اور زمین اُس جگہ کی جہاں نماز پڑھی ہے مؤثر ہو جائینگی اور اُس کی سرایت اوروں میں کرینگی۔ اور دوسری ایسے حال کی نماز غیر کامل کی ہوگی کہ اُس نے کوشش کر کے ساری نماز میں خیالات باطل اور فکر ہائے لاحاصل کو دل میں نہ آنے دیا ہوگا۔ اور خشوع وخضوع اور حضور قلب سے اور تمام شرائط سے نماز پڑھی ہوگی۔ یہ نماز جمال وخوبی رکھتی ہے۔ مگر چونکہ وہ نماز پڑھنے والا منفرد ہے۔ کوئی اور شخص اُس کے پاس نہیں۔ اُس وقت کسی شخص میں تو اُس کی جمال وخوبی سرایت نہ کریگی۔ مگر زمین ودرودیوار آس پاس گردوپیش کی چیزوں میں اُس نماز کی جمال وخوبی کا اثر سرایت کر جائیگا۔ اور وہ اُس سے مؤثر ہو جائیں گے۔ اور جو اُن کے پاس آئیگا اُس کو وہ مؤثر کریں گی۔ اگر اکیلا نماز پڑھنے والا کامل ہے تو اُس کی نماز کی جمال وخوبی کا کیا کہنا ہے۔ سب سے اعلےٰ وافضل ہوگا۔ اور درودیوار زمین ومکان وآس پاس کی چیزوں کو بڑی طاقت کے اثر سے مؤثر کردیگا۔ اور وہ اوروں کو اوسی قوت سے مؤثر کرینگے۔ اور جماعت کی نماز میں ایک نمازی کی نماز کا اثر دوسرے نمازی میں سرایت کر جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کی نماز منفرد کی نماز سے فضیلت رکھتی ہے۔ کیونکہ جماعت میں کوئی نہ کوئی بندہ خدا کا ایسا ضرور ہوگا۔ کہ اُس کی نماز اپنے اثر میں باجمال وکمال ہوگی۔ اوروں میں بھی اُس جمال وکمال کا اثر سرایت کر جائیگا۔ اگر کسی نمازی کی نماز میں خوبی پریشانی خاطر کی وجہ سے اور حضور قلب وخشوع وخضوع کے نہ ہونے کی وجہ سے نہ ہوگی تو اُس کو دوسرے نمازی کی کمائی سے جس کی با نماز باجمال وخوبی ہوئی ہوگی۔ کچھ حصہ جمال وخوبی نماز کا مل جائیگا یہ بہت بڑا فایدہ جماعت کی نماز کا ہے طالب حق کو جہاں تک ہو سکے یہ فایدہ نہ چھوڑنا چاہیئے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیئے۔ اگر اُس کا

یہ حال ہے کہ نماز اُس کی کچھ جمال و خوبی نہیں رکھتی ہے تو امکان ہے کہ کسی دوسرے کی نماز کے جمال وکمال سے اُس کو حصّہ ملجاوے۔ اور اگر اُسکی نماز باجمال وخوبی ہے تو اُس کا اثر دوسروں میں سرایت کرکے اون کو فایدہ پہنچائے۔ جب اوروں کو فایدہ ہو تو اور بھی بہتر بات ہے۔ تو طالب حق کے لئے ضرور ہوا۔ جہانتک ہوسکے جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔ اور یہ نہ کرے کہ سُستی و کاہلی سے اکیلا ہی نماز پڑھ لے کہ جماعت میں برکت ہے اُس کو مولٰنا جامیؒ نے کس خوبی سے بیان فرمایا ہے (سلسلۃ الذہب مطبوعہ ۱۳۰۴)

جمع را ہست قوتے معتاد	کہ نباشد میسر از آحاد

جمع اور جماعت کو ایک قوت معتاد اور بڑی حاصل ہوتی ہے جو اکیلے کو حاصل نہیں ہوتی۔

دربیان سرّ فضیلت نماز جماعت بر نماز منفرد

یعنے اگلی شعریں اِس سرّ اور بھید خاص کے بیان میں ہیں۔ کہ نماز منفرد پر جماعت کی نماز کو کیوں فضیلت ہے۔

بنگر در نماز وقت عمل	کہ جماعت درو بود افضل

اعمال میں سے نماز ہی کو وقت عمل کے دیکھئے کہ جماعت کی نماز افضل ہوتی ہے۔

زانکہ از اجتماع قوم و امام	میشود نشاء نماز تمام

کیونکہ قوم اور امام کے اجتماع سے نماز پوری ادا ہوجاتی ہے۔

یکے از قوم اگر شود ز غرور	کہ نمازش ز سہو لہو قصور

اگر قوم میں ایک شخص ایسا بھی ہو کہ اُس کی بھول یا غرور سے اُس کی نماز میں سہو لہو سے قصور ہوجاوے۔

باشد از رائے وہمت عالی	دیگرے را نماز از اں خالی

تو ہوسکتا ہے کہ دوسرا شخص اُن میں ایسا ہو کہ اُس کی رائے و عقل و ہمت عالی سے نماز اُس کی سہو و لہو و قصور سے خالی ہو۔

وریکے راشرائطا و ارکاں	بود بے تفاوت ونقصاں

اگر ایک شخص کی نماز کے شرائط و ارکان ناقص ہوں اور پورے نہ ہوں تو

دیگرے را بود کہ آں اعمال	کردہ باشد ادا بوجہ کمال

ہوسکتا ہے کہ اُن میں دوسرا کوئی شخص ایسا ہو جس نے یہ اعمال پُورے اور بوجہ کمال ادا کئے ہوں اور قلمی نسخہ میں یہ اشعار بھی ہیں۔

وریکے را بود قیام رکوع	خالی از ہیبت خضوع وخشوع

اگر اُن میں ایک شخص کا قیام و رکوع ہیبت خضوع و مسکنت اور دل کے خشوع ڈر اور خوف سے خالی ہو تو۔

دیگرے خاشع آنچناں باشد	کہ از احوال او عیاں باشد

ہوسکتا ہے کہ اُن میں ایک شخص ایسا خاشع اور ڈرنے والا بھی ہو کہ یہ حال اُس کے احوال سے عیاں ہو۔

وریکے زانمیاں پریشاں دل	باشد از فکر ہائے بیحاصل

اور اگر اُن میں ایک شخص ایسا ہو کہ فکر ہائے بے حاصل سے اوس کا دل پریشان ہو تو

دیگرے از خیال دور بود	غرق جمعیت و حضور بود

ہوسکتا ہے کہ اُن میں ایک شخص ایسا بھی ہو کہ وہ خیال باطل اُس کے دل سے دُور ہو۔ اور وہ غرق جمیعت حضور ہو۔

یک نماز از ہمہ شود حاصل	کہ بمیزان دیں بود کامل

اگر ایک نماز اُن سب میں ایسی حاصل ہو جاوے۔ جو میزان دین میں کامل ہو۔ یعنی جیسی کامل نماز ہونی چاہیے ویسی ہو۔

کامل ار بود آں بداں بیشک	کہ بود بیش فضلش از ہر یک

اور اگر کامل نہ ہو۔ ایسی ہو کہ اوروں سے اچھی ہو۔

اثر آں بہمگناں برسد	چوں اثر ہائے فیض جاں بجسد

جیسے فیض جاں کا اثر جسم کو پہنچتا ہے۔ ایسے ہی اس نماز کا فیض اثر ساری جماعت کو پہونچیگا۔

ہمہ زاں فیض زندگی یابند	ذوق آداب بندگی یابند

ساری جماعت اوس فیض اثر نماز سے زندگی باطنی پائیگی۔ اور آداب بندگی میں ذوق حاصل ہوگا۔

شود از ہمدلی و ہم کاری	ذوق ہر یک بدیگراں ساری

اُن کی ہمدلی اور ہم کاری سے ہر ایک کا ذوق دوسروں میں سرایت فواثر کر جائیگا۔ یہ سرایت احوال ہے اور

پیش رُوشن دلان نیک خصال	ہست رُوشن سرایت احوال

سرایت احوال کا مسئلہ اور واقعہ صاحبان روشن دل اور نیکو خصال اہل دلان پر آفتاب کی طرح رُوشن و ہویدا ہے۔ وہ اس کو خوب جانتے ہیں جیسے نماز کے اثر و حال کے سرایت احوال کا حال ہے کہ ایک سے دوسرے میں وہ اثر سرایت کرجاتا ہے اور اپنا اثر دکھاتا ہے ایسے ہی دوسرے اعمال و اخلاق حسنہ و پسندیدہ کا حال ہے کہ اُن کا اثر بھی دوسروں میں سرایت کرتا ہے۔ اس لیئے طالب حق کو حضرت مرشد صاحب کی خدمت و صحبت میں رہنا سب سے افضل و بہتر اور مفید صفائی باطن ہے۔ اگر یہ صحبت متبرکہ اُس کو حاصل نہ ہوا اور مرشد صاحب کی صحبت سے کسی وجہ سے دُوری ہو تو پھر صحبت ناجنس سے علیحدگی اور وحدت و عزلت طالب حق کے لیئے ضروری ہے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (سلسلۃ الذہب مطبوعہ ۱۹۹)

چوں نیاید بدست صحبت یار	وا کشم پا ز صحبت اغیار

صحبت یار و مرشد صاحب اگر ہاتھ نہ آئے تو ہم کو صحبت اغیار سے بچنا چاہیئے۔

دربیان آنکہ چوں پیرے غالب یا یارے طالب یافت نشود عزلت بہتر از صحبت نماید چنانکہ دریں روزگار اختیار عزلت و ترک صحبت باید کرد

یعنے آئندہ شعر یا اس بیان میں ہیں کہ جب کسی پیر غالب و کامل یا یار طالب و صادق کی صحبت نصیب نہ ہو تو اوروں کی صحبت سے اس کو عزلت و تنہائی بہتر ہے جیسا اس زمانہ میں صحبت غیر کا ترک کرنا اور عزلت کا اختیار کرنا اچھا ہے۔

چوں بود عزلتے ز صحبت بہ	پا ز صحبت بکنج عزلت نہ۔

جب صحبت سے عزلت بہتر ہو تو گوشۂ تنہائی و عزلت میں بیٹھو کیونکہ

عزلت آمد کلید گنج شہود	عزلت آمد علاج رنج وجود

گنج شہود کی کلید عزلت ہے اسی سے دولت شہود ملتی ہے۔ اور رنج وجود و خرابی ہائے باطن کا علاج عزلت ہے کہ اسی سے اس وجود و نفس کی سیاہیاں دور ہوتی ہیں۔

اندر و عز و لت کہ متصل است	آں لت نفس و عزجان و دل است

اس لفظ عزلت کی اجزا جو باہم متصل عز اور لت ہیں۔ تو لت یعنے لات تو نفس کے لئے ہے کہ عزلت میں نفس پر بڑی لاتوں کی مار پڑتی ہے۔ اور عز یعنے عزت اس سے جان و دل کو حاصل ہوتی ہے کہ اس میں سے نفس کی خرابی اور سیاہی دور ہوتی ہے اور نور فطرتی ظاہر ہوتا ہے۔

عینش از علم و زے ز زہد شناس	یعنے او راست علم و زہد اساس

یا اس لفظ عزلت کو یوں سمجھئے کہ عین تو اس میں علم کا ہے اور ز زہد کی ہے یعنے اس عزلت کے اساس اور بنیاد علم و زہد ہیں۔

نیست بے عین علم جز زلت	نیست بے زائے زہد جز علت

اگر اس میں عین علم نہ ہو تو یہ زلت ہے۔ اور اگر زائے زہد نہ ہو تو علت ہے۔ جیسے لفظ عزلت میں سے عین نکال لیں تو زلت رہ جاتی ہے۔ اور ز نکال لیں تو علت رہ جاتی ہے۔

یہ تنبیہ اسلئے ہے کہ عُزلت و وحدت میں علم و زہد ہونا ضروری ہے۔ اگر صحبتِ ناجنس سے ہم بچے اور عُزلت اور وحدت اُن سے اِس غرض سے اختیار کی کہ اُن کے اعمال و اخلاق کا بُرا اثر ہم پر نہ پڑے اور تنہائی اور وحدت میں اپنے اعمال و اخلاق کے آثار مُضر سے نہ بچے کسی کو گالیاں دیں کسی کی بُرائی کی کسی کی عزت اوتارنے کا جی میں منصوبہ گانٹھا۔ اور ایسے ہی کو کرم کئے۔ اور یہ علم نہ ہوا کہ شریعت اور طریقت میں یہ بُری باتیں ہیں۔ اور اُن کا بُرا اثر باطن پر پڑتا ہے تو صحبت ناجنس سے بچنے اور اُن سے عُزلت اور وحدت رکھنے کا کیا فایدہ ہوا۔ کوئی کوئی سے نکلے جھیرے میں گرے۔ ایسے ہی زہد یعنے بے رغبتی تمام بُرے افعال اور خواہشات طبعی ہوہائے نفس سے عُزلت اور وحدت میں چاہیئے۔ اگر وحدت و عُزلت میں خواہشات نفسانی میں پھنسے رہے تنہا تو بیٹھے ہیں۔ مگر انہیں ہواہائے نفس کی اوھیڑبُن میں لگ رہے ہیں۔ اُن سے زہد اور بے رغبتی نہ کی۔ علے ہذا دنیا اور آخرت سے زہد اور بے رغبتی نہ کی تو کیا ہوا۔ وہی خرابیوں میں پھنسے رہے۔ باہر کی آگ سے گھر جلنے سے بچایا اندر سے آگ لگ کر گھر جل گیا۔ کام تو یہ ہے کہ باہر کی آگ سے بھی گھر کو جلنے سے بچایا جاوے اور اندر کی آگ سے بھی۔ اندر کی آگ سے گھر کو کس طرح بچائیں ؟ ذکر اور یاد الٰہی کے پانی سے اور جس طرح اس کی ترکیب مرشد صاحب بتلائیں اور عموماً عین علم اور زائے زہد سے بچائیں۔

یافت بوز ین دو حرف عُزلتِ تو	نیست بے ایں دو حرف جز لتِ تو

تیری عُزلت نے ان دو حرف عین علم اور زائے زہد سے عزت پائی ہے۔ اگر یہ دو حرف یہ دو صفت علم و زہد کے تجھ میں نہوں تو تیری عزلت ان دو حرفوں کے نہ ہونے سے لَتْ ہے۔ یعنے تیرے لئے لاتیں اور مار ہے اور عمل ہیچ۔

چونکہ عزلت و وحدت دو طرح کی اپنے اپنے حال سے ہے سالک مبتدی کی اَور اور متوسط و منتہی کی اَور اِس لئے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اشارت بانکہ عزلت بر دو قسم است عزلت مریداں

وھی بالاجسام عن مخالطۃ الاغیار و عزلت محققان وھی بالقلوب عن ملاحظۃ الاکوان

آئندہ شعروں میں اُس کی طرف اشارہ ہے کہ عزلت دو قسم کی ہے ایک تو مریدوں کی عزلت ہے وہ یہ ہے کہ وہ اجسام اغیار و نا اہل کار کے یعنے جو یہ کام نہ کرتے ہوں۔ اون ناجنسوں کے اختلاط میل و جول سے دُور رہیں۔ دوسرے محققوں کی ہے وہ یہ ہے کہ اُن کے قلوب ملاحظہ اکوان سے یعنے غیر حق پر نظر کرنے سے بچیں غیر حق کو دل میں نہ آنے دیں یعنی

عزلت سالکاں بود بہ جسد	عزلتِ عارفاں بہ ہوش و خرد

سالکوں کی تو عزلت جسد سے ہے کہ وہ جسد بدن ناجنس سے دُور رہیں اور عارفوں کی عزلت ہوش و خرد سے ہے۔

آں بود عزلت جسد کہ مدام		بگسلی از ہمہ چہ خاص و عام

جسد کی عزلت یہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے عوام خاص و عام سے جو ناجنس ہوں۔ اور اِس کام کے اہل نہوں تعلق ملنا جلنا توڑ دیا جاوے۔

در بر اہل زمانہ در بندی		جا بجز کنج خانہ نپسندی

اہل زمانہ و دنیا دار کو اپنے گھر میں نہ آنے دیا جائے۔ ان کے لئے مکان کا دروازہ بند کر دیا جائے۔ اور اپنے تئیں بھی واہی تباہی اِدھر اُدھر نہ پھرنے دیا جاوے۔ سوائے اپنے گوشہ گھر کے اور کوئی جگہ اپنے بیٹھنے کے لئے نہ پسند کی جاوے۔ دل کی گھبراہٹ ادھر اُدھر پھرنے ہر کس کے ملنے کو توڑ مروڑ کر گھر کے کونے میں اُس کو بٹھایا جاوے۔ جس سے اوس کے تعلقات جو پہلے سے لگے ہوئے ہیں ٹوٹیں اور جندھن بندھن اُس کے چھوٹیں اور اُس کو اِس طرح کیا جاوے کہ

پا نفرسائی از خروج و دخول		لب نیالائی از کلام فضول

گھر سے باہر نکلنے اور آنے میں پاؤں نہ گھسائے جاویں۔ اور جوتیاں نہ چٹخائی جاویں آ

کلام فضول منہ سے نہ نکالا جاوے کہ وہ دِل پر سیاہی لاتا ہے۔ غرض عزلت اور وحدت رکھنی کی یہ تھی۔ کہ اس عمل سے دل کی سیاہی دُور رہو۔ اُس میں نور آئے یہ اولٹی گنگا کیسی بہنے لگی۔ کہ عزلت اور وحدت میں کلام فضول سے لایعنی بے معنی لغو سے زبان کو آلودہ کرنے لگے چاہیئے کہ

بملاقات شاں قدم نہ زنی		بمقالات خلق دم نہ زنی

خلق سے مقولوں اور قصوں کہانیوں کو زبان پر نہ لائے اور اُن کی ملاقات کو نہ جائے

بخل شاں محض جود پنداری		خسر شاں عین سودانگاری

اُن سے جو نقصان پہونچے اُس کو اپنا عین نفع سمجھے وہ جو بخل کریں اُس کو اُن کی عنایت اور بخشش اپنے اوپر سمجھے وقت کو غنیمت جانے اور

ببُبری رشتۂ امل زہمہ		پیش ازاں کت بردا جل زہمہ

اجل کے آنے سے پہلے ہر ایک سے جو اُمید رکھتا ہے اُس کو قطع کر دے اور سوائے خدا کے اوروں سے اُمید رکھنے کا رشتہ کاٹ دے یہ مریدوں مبتدیوں کی عُزلت و وحدت کا بیان تھا۔ اب اُن کی عُزلت اور وحدت کا بیان کیا جاتا ہے۔ جو اُن سے آگے نکل گئے ہیں۔ اور اُن کی عُزلت ہوش و خرد سے ہے۔

در حریم و دلت نیابد جائے		عُزلت ہوش آنکہ غیر خدائے

عُزلت ہوش و خرد کے یہ معنے ہیں کہ حریم دِل اور کعبہ باطن میں غیر خدا اور ماسوا اللہ جگہ ہی نہ پائے اور خدا ہی اُس میں متجلی ہو۔ ایک اوسی کے تجلّے کو جگہ ہو۔ اوسی سے وُہ بھر جائے دوسرا اُس میں جگہ نہ پائے یہ کس طرح ہو کہ اُس میں پہلے سے ماسوا اللہ بھرا ہوا ہے اُس کے اندیشوں نے اپنا قبضہ کیا ہوا ہے؟ یہ اِس طرح ہو سکتا ہے کہ

از ہمہ تا شوی یک اندیشہ		وا کنی اندک اندک اندیشہ

اور اندیشوں کو تھوڑا تھوڑا دِل میں سے نکالتا رہے پھر اُس کو دِل میں نہ آنے دے تا کہ

سب اندیشے ماسوا کے دُور ہو کر دل کو عادت ایک اندیشۂ حق کی ہو جائے ہزار ہا اندیشوں سے دِل چھوٹ جائے۔

چو یک اندیشگیت پیشہ شود	دولتِ گہگہت ہمیشہ شود

جب ایک اندیشگی کا تیرا پیشہ تیری عادت ہو جائیگی۔ تو یہ دولت گاہ بگاہ خدا ہی کا ایک اندیشہ دل میں ہونے کی ہمیشہ کے لئے ہو جائے گی۔ سوائے خدا کے اندیشہ اور خیال کے اور کوئی اندیشہ و خیال جی میں نہ رہیگا۔

ہر چہ بندِ تو بندگی گردد	بندگی جملہ زندگی گردد

پہلے تیرا جو بند تھا جس کا تو پابند تھا۔ وہ بندگی ہو جائیگا۔ اور تمام بندگی تیری زندگی ہو جائیگی

بے نشاں بندۂ شوی احدی	جاں فشاں زندۂ شوی ابدی

حالتِ بے نشانی میں بندہ احدی ہو جائیگا۔ جاں فشاں ہو کر زندہ ابدی ہو جائیگا یعنے

بے نشانی و جاں فشانی تو	گردد اسباب زندگانی تو

یہ بے نشانی اور جان فشانی تیری۔ تیری زندگانی ابدی کے اسباب ہو جائیں گے بدون بے نشانی اور جانفشانی کے زندگانی ابدی حاصل نہیں ہوتی۔ بدون زندگانی ابدی کے عالم شہادت سے جان جاتی ہے تو اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ کا خطاب پاتی ہے پچھتاتی ہے

اب پچھتائے کیا ہوت چڑیاں چگ گئیں کھیت

یہ مسایل و قواعد وحدت و عزلت کے آپ نے سُنے اب اُس کو سُنئے کہ اُن پر عمل کرنے کرنے والے کون ہیں؟ مریدان و طالبانِ حق۔ مگر اُن کی بالطبع دو قسم ہیں۔

ایک مستعد و چالاک و ذکی الطبع تیز رفتار اس کام میں جان و دِل نثار کرنے والے مرشد کے ارشاد کو بجان و دل بجالانے والے اگر مرشد صاحب فرماویں کہ آگ میں گر جاؤ تو بلا دریغ و بلا خوف جان اسی وقت آگ میں گر جانے والے مُرشد صاحب کے حکموں میں اپنے تئیں بالکل مثل مُردہ فی یدِ الغسال رکھنے والے ہم چشموں سے سبقت لے جانے والے بڑے لایق و فایق اور

کامل الاستعداد۔

دوسرے غیر مستعد و سست رفتار و گھامڑ غبی الذہن۔ مُودھو۔ بھوندو۔ کولھو کے بیل جہاں سے چلے پھر پھرا کر وہیں رہے مُرشد کے ارشاد کو قواعد طریقت کو پُورا بجا نہ لائے۔ اپنے فایدوں پر نظر جان بہت پیاری۔ آرام طلب محنت و مشقت سے عاری۔ اس کام سلوک ہیں جی چورانے والے اپنے جی کی خوشی کے خواہاں مرید تو ہوگئے مگر فرائض و حق مُریدی کو ادا نہ کیا۔ اس کام میں نالایق و ناقص الاستعداد و مریدان قسم اول کو مرشدان چھاتی سے لگاتے ہیں۔ بڑی توجہ و مہربانی اُن پر فرماتے ہیں مرشد کی عنایت اون کی بلائیں لیتی ہے اور کہتی ہے

لُونگی بلیاں میں تورے رے مُورے ہر یالے بنّے

مُرشد صاحب دوسری قسم کے مریدوں پر بھی مہربانی کرتے ہیں اُن کی تربیت کرتے ہیں مگر وہ ہی محنت نہ کریں مُرشد صاحب کے ارشاد کو بجا نہ لائیں تو مُرشد صاحب کیا کریں نیم نہ میٹھا ہو چاہو سینچو گڑ گھیو سے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بحکم سہ خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں۔ گفتہ آید در حدیث دیگراں اسکو اور طرز سے بیان کیا جائے فرض کیجئے ایک مُرشد صاحب ہائے مرید ہر پیشہ و ہر قسم و ہر مزاج و مختلف الاستعداد کے تھے ان کے مزاج و حال کے لحاظ سے اون کی تربیت ہوتی تھی۔ مُرشد صاحب کی صحبت میں مُراقبہ توجہ ہوتی تھی۔ قواعد طریقت بتائے جاتے تھے۔ بزرگوں کے تذکرے اُن کی عمدہ عمدہ باتیں عمدہ عمدہ ارشادات بیان کئے جاتے تھے۔ اُن ارشادات میں مُرشد صاحب کے منھ سے گویا پھول جھڑتے تھے اور واقعی گلستان خیر اور برکت کے وہ بڑے خوشبودار پھول ہی ہوتے تھے جن سے مشام جان مُریدان قابل کا معطر و معنبر ہو جاتا تھا۔

ایک مرید صاحب قابل و لایق جو مُرشد صاحب کی صحبت میں رہے مُرشد صاحب سے محبت ہوئی تو مرشد صاحب کے اخلاق حمیدہ کا عکس اُن کے باطن پر پڑنے لگا کہ محبت کا سب کھیل ہے۔ دل اُن کا اخلاق ناپسندیدہ جھوٹ۔ گلا۔ غیبت۔ کلام لغو و فضول جہاں

کے قصوں تذکروں وغیرہ سے فریب دغا چوری وغیرہ سب بُرے کاموں سے نفرت کرنے لگا۔ یعنے عکس پڑنے کا اور ان کے باطن کا پر اخلاق مُرشد کے فوٹو ہونیکا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ جس کام سے مُرشد صاحب کو نفرت تھی اوسی سے اُس کو بھی نفرت ہونے لگی۔ اور جس کام سے اُن کو محبت تھی اُس سے اُن کو بھی محبت ہونے لگی۔ اور دل اوسی کام کو چاہنے لگا۔ اپنے پیشہ میں بڑے راستباز صادق الوعدہ مخلوق سے بڑے صدق و اخلاص سے پیش آنیوالے ہوگئے تمکین و رنگین ہوگئے مخلوق سے جو محبت دلی اور صفائی کسی غرض و مطلب کے کرنے لگے تو مخلوق کے دلمیں بھی انکی محبت و راستبازی نے گھر کرلیا موتی مُودب ہوگئے اگر انکا کوئی ملنے والا انکے پاس آتا ہے اور کسی کا گلہ شکوہ یا کسی کا قصہ یا کلام فضول و بے معنی کرتا ہے تو اُس سے کہتے ہیں کہ مجھکو اس سے معاف رکھئے کہ ان کا جی اُن باتوں کے سننے کو نہیں چاہتا۔ ایسے لوگوں بے معنی لا یعنی لغو گوؤں سے ملنے کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اُن کی لغویات کا اثر باطنی ان کو معلوم ہو گیا ہے دل اُس سے نفرت کر گیا ہے اس لئے ایسے لوگوں سے الگ رہنا اور وحدت پسند کرتے ہیں۔ اور اگر بالضرورت ملنا بھی ہوا تو وہ لغویات نہیں سنتے کلام ضروری سُنا اور رخصت اور دل کو اُن جنسوں کے اثر باطنی سے اسی طرح بچاتے ہیں جس طرح مرشد صاحب نے تعلیم فرما دیا ہے اور معانقہ روحانی کی کُشتی اور اس کے داؤ پیچ کو بتا دیا ہے کہ جب دو شخص ملتے ہیں تو اُن کی روحیں معانقہ اور کُشتی کرتی ہیں۔ جو غالب آتی ہے۔ وہ اپنا اثر چھوڑ جاتی ہے۔ یہ صاحب اس اکھاڑہ کُشتی روحانی میں اپنے طفل دل کے منہ میں شیر ذکر و فکر دے دیتے ہیں وہ اُس میں لگ جاتا ہے ناجنس کی طرف منہ نہیں کرتا اس کی طرف مُنہ نہ کرنیسے اُسکے کبھرے کا روزن دشمن بند ہو جاتا ہے۔ اُس پر باطن ناجنس کے اثر کا فوٹو نہیں ہوتا۔ اس عمل دل بیہ یار دوست باکار سے اس اکھاڑہ کُشتی معانقہ روحانی میں وہ صاحب اپنے دل کو اثر باطن ناجنس سے بچالے جاتے ہیں اور مار نہیں کھاتے۔ اس طرح جب وہ اپنا دل اثر صحبت ناجنس سے بچالے جاتے ہیں تو بڑا شکر الٰہی بجالاتے ہیں کہ بڑی آفت آئی تھی خدا نے بچایا گو وہ بالضرورت صحبت ناجنس میں رہے تھے۔ اگر طریقت پر قائم رہنے سے فائدہ

وحدت و عزلت پر انہوں نے پورا عمل کیا تو بچے رہے اور اُن کو نکتہ توحید مُرشد صاحب نے کان میں کچھ ایسا بتا دیا تھا کہ اُس پر عمل کرنے سے کچھ کا کچھ دکھائی دینے لگا۔

شاہ نیاز احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کچھ کا کچھ ہے دیت دکھائی سرسوں پھولی آنکھوں میں	واہ گرو جی خوب پلائی سرسوں پھولی آنکھوں میں

اِس سرسوں پھولی کی تجلی نے اُن کے دِل پر ایسا اثر کیا کہ صحبتِ ناجنس کے اثر کو پاس آنے ہی نہیں دیا اِس کام میں پاس ہوئے۔

دوسرے مُرید صاحب مُرید تو ہو گئے اور مُرشد صاحب کی صحبت میں بھی بیٹھنے لگے مگر وہ پہلے سے کوئلہ گھر میں فائرمین آئل مین (Fireman, Oilman) سے ملتے تھے اور گاڑھے دوست تھے۔ مُرید ہونے اور مُرشد صاحب کی صحبت میں رہنے کے بعد بھی اُن سے ملتے رہے اور ملنا نہ چھوڑا۔ پہلی غرض تو صحبتِ مُرشد میں رہنے کی یہ تھی کہ مخلوق کے اعمال و اخلاق ناپسندیدہ و نامقبولہ کی سیاہی اور داغ دھبوں کا اثر اور عکس جو اُن کی صحبت سے اُن کے ملنے سے اُن کے پاس بیٹھنے سے مُرید صاحب کے آئینہ باطن پر پڑ رہا ہے اور وہ کالا سیاہ ہو رہا ہے اور اُس میں کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ اثر و سیاہی صحبت مُرشد سے دُور ہو جائے اور آئینہ باطن اول بعد دُوری سیاہی کے صقل ہو کر قابلیت صورت نمائی مطلوب کی پیدا کرے اور عمل وحدت سے یعنی مخلوق سیاہ باطن سے دُور رہنے سے پھر اُس پر کوئی داغ و دھبہ نہ آئے۔ اور مُرشد صاحب کی صحبت شب و روزہ سے اُن کا آئینہ باطن اپنے نور فطرتی سے چمک جائے یہ مرید صاحب اُس کی خلاف ورزی کرنے لگے۔ ابھی مُرشد صاحب کی صحبت میں بیٹھے تھے مُرشد صاحب کے فیض صحبت نے مُرید صاحب کے آئینہ باطن کو مانجا تھا صحبتِ ناقصہ مخلوق کے داغ دھبوں کو دھویا تھا۔ اُس کی سیاہی کو کھویا تھا۔ ابھی مُرید صاحب حضرت مُرشد کے صحبت سے اُٹھے۔ اور بے وقوفی و عادت ناقصہ سے پھر مخلوق سے جہاں خرابی ہائے

باطن کے طرح طرح کے دھوئیں نکل رہے تھے۔ کہیں لکڑی کا دھواں نکل رہا تھا۔ کہیں پتھر کا کوئلہ جل رہا تھا۔ اونکا باطن مِل کی چمنی² کو ئلہ گھر بن رہا تھا۔ جا ملے اور اُن کی ملاقات کا لطف اُڑایا۔ اُن کی حد اثر صحبت میں آئے اور پھر اپنے آئینہ باطن پر داغ و دھبے اُن کی اثر صحبت کے لگائے قاعدہ وحدت کے خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے۔ جیسا آئینہ باطن انکا پہلے تھا۔ ویسا ہی ہوگیا۔ مرشد صاحب کی محنت اکارت گئی۔ پھر مرشد صاحب کی خدمت میں آئے۔ اون کے فیض نے پھر اپنا کام کیا۔ اُن کے آئینہ باطن کو مانجا۔ مگر سیاہی کے داغ دھبوں کی اُن کے باطن پر تہ بر تہ چڑھی ہوئی تھی۔ اور مرید صاحب کچھ ناقص الاستعداد تھے۔ اُن کو خبر بھی نہیں ہوئی کہ فیض صحبت مرشد باطن میں اپنا کیا کام کر رہا ہے۔ ابھی اون کے باطن کی آنکھ میں جس سے یہ خبر ہوتی ہے روشنی نہیں آئی ہے۔ آندھی ہے پھر وہ مرشد صاحب کی خدمت و صحبت سے اوٹھے۔ اور غڑپ ٹوٹو تو پر سے میں پھر فایر مین از مین سے ملاقات کوئلہ گھر میں واخل وہی ملاپ وہی حال۔

حکایت ایک بھنیس کیچڑ میں لوٹ رہی تھی۔ اس کو نہلانے والے نے کیچڑ سے باہر نکالا اور دھویا۔ جب کیچڑ اور اُس کے داغ دھبے دھو چکا۔ تو بھنیس اپنی اقتضائے طبع سے بھاگ کر پھر کیچڑ میں جا لیٹی۔ پھر اُس نے نکالا اور دھویا۔ پھر وہ کیچڑ میں جا لوٹی۔ جب اُس نے دیکھا کہ یہ اُس کی عادت ہی ہوگئی ہے کہ بھاگ بھاگ کر کیچڑ میں جاتی ہے تو اُس کے روکنے کے لیئے ایک بڑا ڈنڈا لیکر اُس کے اگلے پاؤں پر باندھ دیا۔ اب جو بھنیس کیچڑ کی طرف بھاگتی ہے۔ تو وہ ڈنڈا اُس کے پاؤں پر تڑاق تڑاق لگتا ہے کیچڑ کی طرف جانے نہیں دیتا۔ اب اُس کی پہلی عادت چھوٹ گئی۔ کان نہیں ہلاتی اور پاس کھڑی ہے۔ یہ مرید صاحب سالک مبتدی جو خلاف ورزی قاعدہ وحدت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس بھنیس سے کم نہیں عادت اور صحبت ناقصہ کے اثر نے اُن کو بھگوڑی بھنیس بنا دیا ہے پھر جو مرشد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے مرشد صاحب

Chimney² Mill.

کے آئینہ باطن پر اُن کی سیاہی اور داغ دھبوں کا عکس پڑا مگر مُرشد صاحب واہ رے مُرشد صاحب بڑے باکمال بڑے صاحب جمال از پا تا فرق نور جمال ہیں غرق۔ حلیم الطبع کریم الصفت۔ حکیم حاذق۔ امراض باطنی کا باقاعدہ علاج کرنے والے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ پر جان و دل سے عامل۔ حکمتِ باطنی اور معالجہ اور موعظت حسنہ میں بڑے ہی کامل۔

مُرشدوں کی طبیعت فطرتاً دو طرح کی ہوتی ہے ایک جمالی دوسری جلالی جن کی طبیعت جمالی ہوتی ہے اور مزید برآں ان پر تجلے جمالی ہو جاتی ہے۔ تو وہ عین جمالی ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے جمال سے تربیت طالبان کی کرتے ہیں۔ ان کی رگِ جلال جمال میں نہاں رہتی ہے اگر کسی وقت وہ حرکت میں آتی ہے تو حکمت سے اور مصلحتِ وقت سے حرکت میں آتی ہے۔ تب اُس سے وہ تربیت طالبوں کی کرتے ہیں۔ اور جس کی طبیعت جلالی ہوتی ہے۔ اُن کی رگِ جلال خلاف ورزی قاعدہ اور بے ادبی طریقت میں فوراً حرکت میں آتی ہے اور شمشیر جلال بجلی کی طرح کوند جاتی ہے۔ سالک کو ادب سکھاتی ہے سبق پڑھاتی ہے۔ پٹخنی دیکر ٹھیک بناتی ہے مُرید تھر تھر کانپتے رہتے ہیں۔ کیا مجال جو کوئی بے ادبی ہو جائے۔ مُرشد صاحب یہ حال اُس کا دیکھکر خاموش ہو رہے اور اپنی مجلس میں بٹھا کر پھر توجہ دی اور فیض صحبت مرشد نے پھر اپنا کام کیا۔ اور مرید صاحب۔ کی سیاہی باطن کو دھویا۔ اسی طرح کچھ عرصہ گذر گیا کہ فیض صحبت مُرشد صاحب سیاہی باطن مُرید صاحب کو دُور کرتے تھے۔ اور مُرید صاحب پر صحبتِ اغیار کے سیاہیاں اور داغ دھبے اپنے باطن پر لگا لاتے تھے۔ آخر کار ایک روز مُرشد صاحب نے اپنے سب مُریدوں اور یاروں کو مخاطب کر کر صحبت مُرشد کے فواید اور صحبتِ ناجنس کے ضرر بیان فرمائے اور فرمایا ع صحبتِ ناجنس سمِ قاتل است۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند	صحبتِ طالح ترا طالح کند

فیض صحبت مُرشد سے مُرید کی سیاہیاں باطن کی دُور ہوتی ہیں اور صحبتِ ناجنس سے پھر سیاہیاں باطن مُرید پر چڑھ جاتی ہیں جن کو فایدہ صحبتِ مُرشد کا معلوم نہیں ہوتا۔ اور وہ فایدہ نہ ہونا یہ ہے کہ اُس کے باطن پر عکس اخلاق و اعمال مُرشد کا نہیں پڑتا۔ جیسا مُرید وقت داخل ہونے سلسلہ کے تھا۔ ویسا ہی رہتا ہے وجہ اس کی یہی ہے۔ کہ بعد صحبت مُرشد کے پھر وہ ناجنس سے ملتا ہے اور اُس کی صحبت نہیں چھوڑتا۔ ہر ایک کو اپنے حال پر نظر کرنی چاہیئے۔ کہ کون کون صحبت مُرشد کے بعد ناجنس سے ملتا ہے۔ اور قاعدہ وحدت پر عمل نہیں کرتا۔ اور اس وجہ سے اُس کو صحبتِ مُرشد سے کچھ فایدہ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ اِرشادِ بابرکت مُرشد صاحب کا اُن مُرید صاحب کے دِل میں اثر کر گیا۔ انہوں نے جو اپنے حال پر نظر کی تو واضح ہوا کہ قاعدہ وحدت کی خلاف ورزی سے کچھ فایدہ صحبت و فیض مُرشد صاحب سے نہیں ہوا دل ویسا ہی پتھر کا پتھر ہے عہد کیا پھر صحبت ناجنس میں نہ جاؤنگا۔ قاعدہ وحدت پر پورا پورا عمل کروں گا مِل کے کوئلہ گھر میں جانا اور فائرمین اور آئیل میں سے ملنا چھوڑ دیا۔ اور صحبتِ فیض درجت مُرشد صاحب میں رہنے لگے۔ کوئی دِن میں رنگ آگیا۔ اور اپنی مُراد کو پہونچے۔

صبا کو مجرا ہے اور گُل کو ہے مبارکباد ۔ خدا نے پھر کیا خانہ چمن آباد

ہر چند کہ تقریر بالا خیالی ہے۔ مگر تحقیق سے آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ کسی نہ کسی سالک و طالب حق کے حال کی تصویر واقعاتی اور حالی ہے یہ حال تربیت مُرشد باکمال صاحب جمال کا آپ نے سُنا اب چند حکایت تربیت طالبان مُرشدان با جلال کی بھی سُنئے جس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ کیونکر مریدوں کی تربیت کرتے ہیں اور کس طرح اُن کی خدمت میں مُرید رہتے ہیں۔

حکایت مُولانا علاؤالدین آبیزی رحمۃ اللہ علیہ جو اجلۂ اصحاب و مُرید کامل

حضرت سعدالدین کاشغری قدس سرہٗ کے تھے۔ جن کا وصال ۸۹۲ھ ہجری میں ہوا۔

(رشحات مطبوعہ ۱۸۹۶) ابتدائے سلوک کا اپنا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں (رشحات مطبوعہ ۱۲۹)
کہ (بعد بیعت ہو جانے کے) ایک شب مجھکو گروہ اہل رسم وعادت کی مجلس میں رقص دیکھنے
اور سماع سننے کا اتفاق ہوا صبح کو جو میں حضرت مرشدی ومولائی (سعدالدین کاشغری قدس
سرہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں بہت اکابر و اہالی وہاں کے حاضر
تھے۔ آپ نے غضب کی نگاہ سے میری طرف دیکھا۔ فوراً میرے اوپر ایک ایسا بار عظیم
آ کر پڑا کہ میں نے جانا کہ کوئی بڑا بھاری پہاڑ میرے اوپر آپڑا ہے۔ اس کے بوجھ
سے میں ایسا دبا کہ میرا سر زمین کی طرف جھکا میرا دم گھٹنے لگا۔ میرے چہرے سے پسینا
ٹپکنے لگا۔ قریب تھا کہ ناک میری خاک زمین سے جا لگے اور دم نکل جائے یہ حال
میرا حضرت شہاب الدین بیرجندی (قدس سرہ) نے جو وہاں تشریف رکھتے تھے اور
بڑی دانشمند متبحر اور کبار اصحاب حضرت مرشدی کے تھے دیکھا۔ اور حضرت مرشدی
ومولائی سے میرے حال پر عنایت فرمانے کی التجا کی حضرت مرشدی (سعدالدین کاشغری
قدس سرہ) نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ مرو سیرابی اوجھڑی کو باوجود گندگی کے
ایسا پاک صاف کر کر پکاتا ہے کہ طبایع سلیمہ کا بھی اس کے کھانے کو جی چاہتا ہے ہم
بھی دلوں کے پاک کرنے میں اس مرد سیرابی اوجھڑی صاف و پاک کرنے والے سے
کم نہیں ہیں۔ یہ فرما کر اپنا داہنا دست مبارک میرے بائیں ہاتھ پر رکھ کر ایسی عنایت
کی کہ اسی وقت وہ بوجھ و بار میرے اوپر سے جاتا رہا تھا۔ تنبیہ حضرت سعدالدین
کاشغری قدس سرہ نے ان کو اس لئے کی کہ ان کو رقص وسماع کی سیاہیوں اور داغوں
کی خرابی کا حال معلوم تھا کہ ان کے باطن پر وہ حجاب ہو گئی ہیں اور بڑا نقصان انکی
باطن کا انہوں نے کیا ہے چنانچہ اس حجاب کی خرابی کا حال حضرت سعدالدین کاشغری
قدس سرہ اس طرح بیان فرماتے ہیں (رشحات مطبوعہ ۱۲۱) کہ حضرت خواجہ محمد پارسا
قدس سرہ نے فرمایا ہے، کہ بندے اور حق تعالے کے مابین جو حجاب و پردہ ہے وہ

یہی انتقاش صُوَر کو بنتے ہیں۔ جو دل میں منقش ہوتے ہیں گھر کر لیتے ہیں۔ اور یہ انتقاش دل دل میں صحبت ہائے پراگندہ سے اور سیر دیکھنے سے اور طرح طرح کی شکلیں اور طرح طرح کے رنگ دیکھنے سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور بے معنی کتابوں کے مطالعہ سے اور رسمی باتوں اور متفرق کلموں کے کہنے سننے اور صورِ جمیلہ کے مشاہدہ سے اور نغموں اور طرب انگیز سازوں کے سننے سے ان نقوش میں حرکت ہوتی ہے اور تموّج پیدا پیدا ہوتا ہے اور یہ سب حق سبحانہٗ وتعالےٰ سے بُعد اور غفلت کا موجب ہو جاتے ہیں ان کی نفی کرنی اور اُن کو دُور کرنا واجب ہے۔ تاکہ دِل صاف سے حق تعالےٰ کی طرف توجہ ہو سنت الٰہی اس پر جاری ہے۔ کہ بے محنت و مشقت و ترک لذات و شہوات حِسّی کے توجہ کامل بجناب حق سبحانہٗ حاصل نہیں ہوتی۔ راحت جو کچھ ہے وہ آخرت میں ہے۔ چند روز اس سرائے فانی میں رنج و تکلیف اوٹھالو تاکہ ابدالآباد کی راحت پاؤ۔ انتہٰے اس ارشاد نے صحبتِ ناجنس کی ساری خرابیوں کو ظاہر کر دیا ہے۔ اور عمل طریقت بنا دیا ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھئے گا۔ اور اس پر عمل کیجئے گا۔

حکایت حضرت مولانا **شمس الدین محمد روجی** رحمۃ اللہ علیہ جو ولی کامل اور خلیفہ مکمل حضرت سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ کے تھے جنکا وصال ۹۰۴ھ نو سو چار ہجری میں ہوا۔ (رشحات مطبوعہ ۲۰۵) بیعت ہونے کے بعد کا اپنا ابتدائی حال اس طرح بیان فرماتے ہیں (رشحات مطبوعہ ۱۹۴) کہ اثنائے مشغولی اور ملازمت حضرت مولانا (سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ) میں (اتفاقاً) میرا تعلق ایک جوان صاحب جمال سے ہو گیا اور رابطہ محبت اُس کا ایسا قوی ہوا۔ کہ میرے سارے دل کو اُس کے خیال نے گھیر لیا۔ اُس کے سوا اور کسی سے دِل کا علاقہ ہی نہیں رہا۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ (سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ) کی طرف بھی ظاہراً میل و توجہ نہیں رہی۔ اُن کی خدمت (بابرکت) میں بھی جانا میں نے بالکل ترک کر دیا۔ کیونکہ مجھکو شرم آتی تھی کہ اس حال میں اُن

کے سامنے کیسے بیٹھوں اور اُن کی دہشت اور وحشت میرے دل پر یہاں تک بیٹھی کہ جب کبھی اُن کو دُور سے آتا دیکھتا تھا تو میں بھاگ جاتا تھا۔ اور کونوں میں چھپ جاتا تھا کہ اون سے بہت ہی خجل و شرمندہ تھا۔ اور اس جوان کی عشق و محبت میں بے صبرو بے قرار تھا۔ اتفاقاً میں ایک روز ایک گلی میں سے جاتا تھا چانچک میں نے دیکھا کہ حضرت سعد الدین کاشغری قدس سرہ) سامنے سے آ گئے۔ میں کہیں بھاگ نہ سکا اور نہایت شرمندہ ہو کر اسی جگہ کھڑا ہو گیا۔ آپ میرے پاس تشریف لائے۔ اور دستِ مبارک کو میرے سینہ پر رکھکر یہ بیت مثنوی کے پڑھے۔

ناگزیر تو منم اے حلقہ گیر	یک نفس غافل مباش از ناگزیر

یہ فرما کر میرے باطن پر ایسا التفات فرمایا۔ کہ میری لوح دل سے اس جوان کا عشق و محبت سب جاتا رہا اور مٹ گیا اور رابطہ محبت اُس کا منقطع ہو کر علاقہ محبتی حضرت مرشد صاحب کی طرف منتقل ہو گیا۔ انتہٰے

حکایت حضرت مولانا غیاث الدین احمد جو فرزند ارجمند حضرت علاؤالدین آبیزی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ اور حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ کی خدمت میں بھی رہے تھے۔ اور اپنے والد ماجد سے فیض یافتہ تھے فرماتے ہیں در رشحات مطبوعہ ۱۸۵ کہ میرے گھر کے متصل ایک گھر تھا لوگ اُس میں آتے جاتے تھے۔ کبھی خالی بھی رہتا تھا۔ ایک رات وہاں سے کچھ آواز آئی۔ میں کوٹھہ پر چڑھا دیکھا کہ اُس گھر میں ایک مرد اور ایک عورت بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ یہ دیکھکر میں اپنے بستر پر آ کر سو رہا۔ صبح کی نماز پڑھکر میں حضرت والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے فرمایا کہ ہمسایہ کے کوٹھہ پر جانا اور اُس کے گھر میں جھانکنا جائز نہیں ہے کسی کو کیا کام کہ ہمسایہ کے گھر سے کیسی آواز آتی ہے اپنے حال پر رہنا چاہیئے اور فضولی نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ سُنکر مجھکو پورا یقین ہوا کہ یہ طایفہ (صوفیہ کرام) اس آنکھ ظاہری کے سوا دل کی آنکھ بھی رکھتا ہے کہ اندھیری

رات میں اُس سے چیزوں کو دُور سے دیکھ لیتا ہے۔ بعد مکانی اون کے دیکھنے کا مانع نہیں۔

حکایت صاحب رشحات فرماتے ہیں کہ ایک عزیز صحبت نے یہ حکایت کی (رشحات مطبوعہ ۳۱۰) کہ ایک جمعہ کے دن میں جامع مسجد کو گیا تھا جب مسجد سے باہر نکلا تو وہاں کچھ خادم حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ملے میں اون کے ساتھ ہو گیا۔ اُن میں سے ایک نے یاروں سے کہا آج تو بازار کا کھانا کھائیں گے۔ نانبائی کی دوکان پر آئے۔ وہاں کچھ لوگ بادشاہی نہایت ہی صاحب جمال اور بہت ہی خوبصورت موجود تھے میں نے یاروں سے کہا کہ اُن جوانوں کی طرف آپ نہیں دیکھتے کیسے خوبصورت ہیں یاروں نے کہا یہ امر نامشروع ہے۔ ہمکو نامشروع کام کے کرنے کو کہتے ہو۔ میں نے کہا۔ اگر نظر شہوت سے دیکھیں۔ تو نامشروع ہے۔ اگر نظر پاک از شہوت سے دیکھیں تو کیا مضائقہ ہے۔ ہم اُنکو دیکھتے رہے جب مجلس شریف حضرت (خواجہ احرار قدس سرہ) میں آئے تو آپ نے پوچھا۔ کہاں سے آتے ہو۔ عرض کیا کہ جامع مسجد سے آتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا بے معنے کیوں کہتے ہو۔ یہ کہکر آپ تند (غضبناک) ہوئے فرمایا۔ نہیں نانبائی کی دوکان سے آتے ہو۔ اور جوانان صاحب جمال پر نظر ڈالتے ہو۔ بعضے کہتے ہو کہ یہ نامشروع ہے۔ اور بعضے اُس کی تاویل یوں کرتے ہو کہ اگر پاک نظر سے دیکھا جاوے تو کیا ڈر ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ نظر بے شہوت ہم تو کر ہی نہیں سکتے۔ آپ ایسے کہاں سے پیدا ہوئے کہ نظر بے شہوت کر سکتے ہو۔ انتہے

یہ تشریح قاعدہ اور دستور العمل وحدت کی تھی۔ باقی قاعدوں مذکورہ بالا کی تشریح بشرط توفیق الٰہی انشاء اللہ تعالےٰ پھر بیان کی جائیگی +

انور علی۔ رہتک

انصار الصوفیہ

"یہ مضمون صاحبزادہ عالی خاندان جناب محمد عادل شاہ صاحب تیراہی کا خطبہ ہے۔
صاحبزادہ صاحب علم عربی میں ید طولے رکھتے ہیں۔ اور علاوہ صوفی صافی ہونے کے علم تصوف میں وسیع معلومات رکھتے ہیں۔ آپ حضرت شاہ صاحب تیراہی کے بھائی ہیں جنکا مضمون "آئین محبت" رسالہ نمبر ۷ میں ہدیۂ احباب ہو چکا ہے۔"

ایڈیٹر

اللہ تعالےٰ نے اپنے قرآن کریم میں طریق محبت میں اور پیوند کے سلسلے کے بابت میں سورۂ مزمل میں مشرح بیان کیا ہے۔ قولہ تعالیٰ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا[1] الخ اصول میں ایک محبت خواہ مخواہ ہر ایک شئے جو موجود فے الخارج ہو ممزوج اور مربوط رکھتی گی۔ اور اس محبت کے ذریعہ کبھی وہ اصول کو پہنچ جاتا ہے۔ اور گاہے بحر گمراہی میں غرق اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اہل دانش کی خاطر ھُدًی وَّ نُوْرًا کے شمع آفتاب سے زیادہ تاباں ہے۔ پس وہی ہدایت فتا ہے ذاکرین کو ساتھ قطع اور علاحدہ ہونے ماسوے اللہ کے جس کو اہل باطن غیریت سے تعبیر کرتے ہیں۔ پس اس وقت جب انسان سب سے علیحدگی اختیار کر کے ذات باری کے ساتھ اتحاد پکڑ کر شاہد مقصود کو حاصل کر لیتا ہے کیا عجب قول یاد آیا ہے ؎

محبت را پس از قطع محبت لذتے باشد
درخت از شاخ پیوندی بہ از اول ثمر بخشد

قولہ تعالیٰ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا اس کی ایک اعلیٰ درجہ کی تائید ہے التبتل الانقطاع والتبتل دل از دنیا بریدن والمعنی وانقطع الی ربک انقطاعًا تامًا بالعبادۃ واخلاص النیۃ الخ بظاہر انسان کی آنکھوں میں

[1] یعنی پڑھ نام اپنے رب کا اور چھوٹ اُس کی طرف سب سے الگ ہو کر۔

ایک ذرہ نورِ قدرتی بنا ہوا ہوتا ہے۔ جس سے تمام جہان کے نظارہ اور سرور حاصل ہوتا ہے ونیبا ہے۔ انسان کے دل میں ایک نقطہ محبت کا رکھا گیا ہے اُسی کے ذریعہ سے انسان انسانوں میں ممتاز بن سکتا ہے اور اُسی نکتہ کے سبب معارف اور حقائق اور اسرار الٰہی پر واقف ہو سکتا ہے شاہِ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ؎

بقدر الکد تکتسب المعالی ومن طلب العلی سہر اللیالی
تروم العز ثم تنام لیلاً یغوص البحر من طلب اللآلی

پس انسان کو کم از کم اتنا تو چاہیئے کہ اپنا قال نظر انداز نہ کرے اور فوائد اپنی اپنی ذات کے واسطے مرعی رکھے ۔ ولغیرہ ما قیل من خراج من حرمان فکیف تکبیر ناپائدار خواہش اور محبت میں دل دینا عقلمندی کے خلاف ہے

سود دریا نیک بودے گر نبودے بیم موج		صحبت گل خوش بود گر نبودے تشویش خار

سب سے پہلے نقطہ محبت جس کی صفائی ذکر الٰہی پر مشروط ہے تصفیہ کرے ؎

دین متیں بمصحف روئش کجا رسد		حق گفت یمسہ الا المطہرون
جز یاد حق تو ہرچہ کنی ضائع است	؎	جز حرف عشق ہرچہ بخوانی بطالت است

حضرت شیخ شبلی رح سے کسی آدمی نے سوال کیا کہ نفی ما سوے اللہ کے کیا معنی ہیں آپ نے ارشاد فرمایا اور اُس کے سوال پر آپ نے جواب دیا کہ سفر در وطن و خلوت در انجمن۔

وقال بعضہم السلوک الی اللہ تعالیٰ یکون بالتبتل ومعناہ الاقبال علی اللہ بملازمۃ الذکر والاعراض عن غیرہ بمخالفۃ الھویٰ وھذا ھو السفر بالحرکۃ المعنویۃ من جانب المسافر الیہ- انتھیٰ- کسی مرید نے اپنے شیخ سے اجازت حج طلب کی اور کہا کہ میں سب کنبہ اور قبائل کو چھوڑ کر حج

کو چا - مُرید دشت غربت پکڑ کر انقطاع کُلّی کا عامل ہُوا - اور تمام عمر ذکر الٰہی سے
دم بھرتا رہا - مجھ کو حضرت جد امجد خواجہ نور محمد المعروف بہ بابا جی صاحب کا تلمیذ ہونے
کا اور بیعت ہونے کا ایک خاص فخر حاصل ہے - اُن کے وعظ میں سے لطیفہ بروایت
صحیح یاد آیا اور نہایت عمدہ موقع پر یاد آیا - حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ کے
خلفاؤں میں سے ایک خلیفہ نہایت صالح اور نیک بخت ایک جگہ قیام پذیر تھا - اُس
کے جوار میں ایک عورت حسینہ جس کے جمال نے ہزار ہا آدمی کو اپنی ہستی سے یکطرف
کر رکھا تھا - خلیفہ بھی اُس محبت کی تسبیح کا دانہ تھا - بہت سال اِس خیال میں
گذرے اُن کی باہمی ملاقات کا اتفاق نہ ہُوا - قضاءً ایک روز کسی مکان تخلیہ دونو
صاحب باہم یکجا ہوئے - خلیفہ صاحب نے بباعث تکالیف سالہا عصمت کو یک
طرف کر کے سائل جرم کبیر ہوئے - صالحہ معصومہ نے بڑے ادب سے عرض کی کہ میں دل و
جان سے حاضر ہُوں گویا یہ سوال تو میرا تھا مگر آپ نے پیش گوئی کی اور میرے
سوال کو اپنا سوال بنایا - اِسکے پُورا کرنے سے پہلے میرا ایک سوال ہے - اُس کا جواب
دو پھر جو کہو اُس میں کوئی عذر نہیں - خلیفہ نے بڑے زور اور جوش سے وعدہ فرمایا
کہ انشاءاللہ تعالیٰ جواب دُونگا - معصومہ نے کہا کہ آپ جو دوستی کا دم بھرتے ہو اصل
یہ سچ ہے یا بناوٹ اگر سچ ہے تو حلف بخدا کرو - اور اگر جھوٹ ہے تو بھی بیان کرو
خلیفہ صادق نے قسم کھائی اور کہا مجھ کو قسم خدا و رسول ہے مجھ کو آپ سے سچی دوستی
کا خیال ہے کوئی بناوٹ نہیں اور نہ جھوٹ - دوبارہ معصومہ نے سوال کیا کہ یہ
بھی بتاؤ کہ آپ میرے دوست ہیں یا دشمن ؟ خلیفہ نے دوبارہ قسم کھائی کہ بخدا
مَیں تم کو تہ دل سے دوست جانتا ہُوں اور قسم بخدا کہ میں آپ کو اصلاً دشمن نہیں
جانتا - اِسوقت معصومہ نے یہ آیت شریف بڑے درد دل سے پڑھی الاخلاء
یومئذٍ بعضھم لبعض عدو الا المتقین جسکا ترجمہ یہ ہے دوست دُنیا کے قیامت

کے روز بعضے بعضوں کے دشمن ہو جاویں گے۔ مگر متقی دوست جو دنیا میں ہوں وہ دوست اُس جگہ بھی دوست رہیں گے۔ رہی یہ بات جو آپ کی دوستی یہ تو عداوت کا باعث ہوتا ہے۔ اگر آپ کی قسم سچی اور صحیح ہے تو متقی ہونا پڑیگا۔ اور اس سوال کرنے پر تو یہ کرنی لازم ہوگی۔ اور اگر جھوٹ ہے تو آپ دشمن ہیں۔ دشمن کی بات پر عمل کرنا میرا کام نہیں اور جھوٹ بولنے سے اپنے منہ کو سیاہ کر کے شہر عام میں مشتہر کرو ۔

اگر حجاب کنی از خدا فرشتہ شوی		چنانکہ میکنی از مرداں حجاب اینجا

سادہ دل سر ندامت بگریباں کر کے تائب بجناب باری ہوئے اور کہنے لگے کہ واللہ مجھکو مضمون اس آیت شریف کا یاد نہیں رہا۔ ورنہ میں کیوں ایسی ندامت کا سزاوار اور مستحق ہوتا۔

پس نتیجہ قلب ذاکر اور قلب غافل یہ پیدا ہوا کہ قلب ذاکر یجد قلبہ کا مصداق ہوا اور قلب غافل قلوبھم شتّیٰ ۔

بر خندۂ سیاہ دلاں خندہ میزند		غافل مشو ز خندۂ دنداں نمائے صبح

پس آیت کریمہ واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلاً کی تفسیر اللہ تعالے صاف لفظوں میں بیان فرماتا ہے قولہ تعالیٰ فاعرض عمن تولیٰ عن ذکرنا اور اس کے مطابق اور جگہ بھی اللہ تعالے فرماتا ہے ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو دل ذکر سے تجنب اختیار کرتا ہے اور ذکر سے غافل ہوتا ہے اُس کی طرف توجہ حضرت علیہ السلام کی ہرگز ممکن نہیں۔ مومنوں کے دلوں کے لئے تو اللہ تعالے فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ پس اطمینان قلبی بدون کامل محبت اور اخلاص اور ذکر دائمی دوسری رنگ میں کم دکھلائی دیتا ہے ۔

عارفاں دانند در میدان درد تا فنائے عشق با ایشاں چہ کرد

اور فاذکرونی اذکرکم بھی اُس وقت اپنے محل میں درست سمجھ سکتا ہے جیساکہ بزرگوں کا قول ہے ؎

سخن با کس مگو الا ضروری	خلل تا در نیفتد در حضوری

اور اس کی تائید میں اکابرین بزرگانِ دین نے اعلیٰ سے اعلیٰ مبالغہ فرمایا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ مرید آنگہ بمنزل مقصود میرسد کہ سرِ موء از سنت خیر البشر تجاوز در نوافل بعمل نیارد۔ انتہیٰ

ایسی صورت میں مجھ کو اپنی ذات کی غرض سے عرصہ ایک ماہ سے از حد فکرمندی رہی اور انقطاع طبیعت ماسوے اللہ کے ذرائع اور وسائل کی تلاش کرنی امر لابدی معلوم ہوا ؎

ندارد کار دنیا اعتبارے	اگر دو روز باشد با سلہ چارے
بغفلت میگذاری روزگارے	مگر در گور خواہی کرد کارے

توسب سے آسان اور سہل طریقہ اپنے نفس کے واسطے یہ اختیار کیا کہ آئندہ اپنا وقت عزیز اولیاء کرام کے اشغال اور اوراد اور خصوصاً حضرات نقشبندیہ کے حضرت جناب باباجی صاحب کی اولاد سے لیکر تا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک حالات اور کرامات درج رسالہ انوار الصوفیہ کیا جاوے۔ پہلے سب سے شجرہ شریف پر ابتداء کرکے ماہ بماہ بشرطِ زندگی معاہدہ شاہ صاحب ممدوح پورا کرکے اپنے آپ کو معاہدہ سے بری کرونگا۔ السعیٔ منی والاتمام من اللہ

راقم

محمد عادل شاہ عفا اللہ عنہ ابن شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا حسنات اثری
از چورہ شریف

فاتحہ خوانی

اکثر یارانِ طریقت کے اس قسم کے خطوط موصول ہوئے ہیں جنمیں اس امر کی تاکید ہے کہ صوفیاء کرام کے معمولات مثلاً فاتحہ خوانی - عرس - قبروں کی عمارت - پھول وغیرہ چڑھانا - روشنی کرنا - قبروں پر قرآن خوانی وغیرہ وغیرہ کو شرعی دلائل و صوفیاء کرام کے اقوال سے بیان کیا جاوے تاکہ یارانِ طریقت کی تسلی اور ازدیادِ محبت کا باعث ہو - لہٰذا خاکسار ہر چند کہ اس

علماء حنفیہ کرام رحہ کے نزدیک صدقات مالی جیسے طعام و شیرینی پھل و پھول پارچات وغیرہ اور عباداتِ بدنی جیسے کلمہ و درود و اذکار و نماز و روزہ و ختم قرآن شریف کا ثواب موتے کو پہنچتا ہے - معتزلہ صدقات مالی کے منکر ہیں اور شافعیہ اور مالکیہ صدقات بدنی کے منکر ہیں - علماء حنفیہ کرام کا ہمیشہ سے معمول ہے - اور صوفیائے عظام رح کا ایک ضروری اور لازمی مسئلہ ہے اور تمام اسلامی ممالک میں موتے کے لئے صدقات کا رواج ہے - اس زمانہ میں بعض لوگ اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اہل ایمان کو مشکک کرتے ہیں - اور حضرات صوفیاء کرام رح کے معمولات سے بدظن کرتے ہیں اہل ایمان کو ایسے لوگوں سے بچنا چاہئے - خاکسار نے یہ چند سطور یارانِ طریقت کے خیال کو پکا بنانے کے لئے تحریر کی ہیں - اور چند اقوال کتب معتبرہ حدیث و تفاسیر سے لکھے ہیں :-

(۱) صحیحین[له] میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسولخدا صلعم کے حضور میں عرض کی کہ میری ماں اچانک مرگئی ہے اور کوئی وصیت نہیں کی اور مجھے اغلب گمان ہے کہ اگر بات کہہ سکتی تو ضرور صدقہ کرتی - اب اگر میں اُس کے لئے صدقہ کروں تو اُس کو ثواب پہنچ جاویگا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ! (یعنے پہنچ جائیگا) -

له چونکہ ہمیں اختصار منظور ہے اسلئے حدیثات کی عبارت بخوف طوالت درج نہیں کی گئی - کیونکہ یہ اپنے یارانِ طریقت کی خاطر لکھا گیا ہے - اس سے کسی کی تردید مقصود نہیں ؂

(۲) اور بخاری میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سعد بن عبادہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میری عدم موجودگی میں میری ماں مرگئی ہے۔ اب اگر میں اُس کی طرف سے صدقہ کروں تو اُس کو ثواب پہنچیگا؟ آپ نے فرمایا ہاں! پس سعد نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ اُس کی طرف سے صدقہ ہے۔

(۳) حدیث صحیح ابوداؤد وغیرہ میں ہے حضرت سعدؓ نے عرض کی کہ میری ماں مرگئی ہے کونسا صدقہ افضل ہے آپ نے فرمایا پانی۔ حضرت سعدؓ نے ایک کنواں کھدوایا اور اسکا نام بیر ام سعد رکھا یعنے "سعدؓ کی ماں کا کنواں"۔ چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:۔ قال یارسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا فقال ھذا لام سعد رواہ ابوداؤد

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ طعام وغیرہ سامنے رکھکر اگر کہا جائے کہ یہ فلاں کے ثواب کے واسطے ہے تو جائز ہے اسمیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع ہے۔

(۴) ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ میرے والدین فوت ہو گئے ہیں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا اُنکے واسطے نماز پڑھ اور روزہ رکھ۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

ان رجلا سأل رسول اللہ صلعم فقال لی ابوان ابرھما حال حیوتھما فکیف لی ببرھما بعد موتھما فقال رسول اللہ صلعم ان من البر بعد البر ان تصلی لھما مع صلوتک وان تصوم لھما مع صیامک رواہ الدارقطنی

(۵) بزار وطبرانی نے بسند حسن انسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو حکم کیا کہ اپنے باپ کے لئے حج ادا کر۔

(۶) طبرانی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مردے کی طرف سے حج کرے اُس حج کرنیوالے کو بھی اُسی قدر ثواب ہوتا ہے۔

(۷) دارقطنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک حدیث نقل کی ہے ان النبی صلعم قال من مر علی المقابر فقرأ قل ھو اللہ احد احد عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات یعنی جو کوئی قبرستان سے گذرے اور قل ھو اللہ سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھکر مردے

کو بخشے تو اُس کو مُردوں کی گنتی کے برابر اللہ پاک ثواب دیتا ہے۔

(۸) ابو داؤد میں معقل ابن یسار سے مروی ہے قال رسول اللہ صلعم اقرؤا علی موتاکم سورۃ یٰس یعنے تم اپنے موتا پر سورۂ یٰس پڑھا کرو۔

(۹) حضرت انس رض سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ انا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعو لهم فهل يصل ذلك اليهم فقال نعم انه يصل اليهم ويفرحون به كما يفرح احدكم بالطبق اذا اهدى اليه۔ رواہ ابو حفص البکری یعنی ہم اپنے موتا کی طرف سے صدقہ دیتے ہیں اور حج بھی ان کی طرف سے کرتے ہیں اور دعا بھی اُن کے لئے مانگتے ہیں۔ کیا یہ اُنکو پہنچ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! یہ پہنچتا ہے اور وے اُس سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ کسی کے پاس تحفہ و تحائف کا ایک طشت پیش کیا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

(۱۰) حدیث شریف میں وارد ہے الدعاء يرد البلاء والصدقة تطفئ غضب الرب یعنے بلاء کو دعاء رد کرتی ہے اور خدا کے غضب کو صدقہ فرو کرتا ہے۔

یہاں اتنی ہی حدیثات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں اب چند ایک تفاسیر کا حوالہ دیا جاتا ہے:۔

(۱۱) تفسیر جامع البیان میں بزیر آیہ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ[1] لکھا ہے کہ انّ الثواب القراءۃ تحصل الى الموتى واما من سن سنة حسنة او سيئة فله اجرها واجر من عمل بها۔ ووزرها ووزر من عمل بها الى يوم القيمة فلانه سببها ودل عليها۔ وفي الصحيح من دعى الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من اتبعه من غير ان ينقص من اجورهم شيئا۔ یعنے ثواب قراۃ کا موتے کو پہنچتا ہے۔ اور ایسا طریقہ مستحسن و قابل ثواب بے حساب ہے۔[2]

[1] اس آیہ کریمہ سے معتزلہ نے سمجھا ہے کہ بجز اپنی کوشش کے دوسرے کی کوشش کچھ مفید نہیں۔ اس کا جواب انہیں دلائل میں دیا گیا ہے۔ ۱۲

[2] نیک طریقوں کو بدعت کہنے والوں کے لئے جامع البیان کا جواب کافی ہے۔ ۱۲

(۱۲) تفسیر کمالین میں بزیر آیۃ* وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی مرقوم ہے وَمَا صَحَّ فِی الْاَخْبَارِ اَنَّ الصَّدَقَۃَ وَالْحَجَّ یَنْفَعَانِ الْمَیِّتَ فَلِکَوْنِ النَّاوِیْ لَہٗ کَالنَّائِبِ عَنْہٗ یعنے صحیح اخبار سے ثابت ہے کہ صدقہ اور حج میت کو نافع ہیں کیونکہ (صدقہ اور حج کرنیوالا) اُس کے نائب کے منزلہ ہے۔

(۱۳) اور تفسیر حسینی میں بزیر آیۃ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَا اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ لکھا ہے یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے (خدا اور رسول پر) اور پیروی کی اُن کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ہم ملا دیں گے اُن کے ساتھ اُن کی اولاد کو (دخول بہشت میں یا اُن کے درجوں پر پہنچنے میں یعنی اگر باپ دادا کے درجے بلند ہونگے تو اُن کی اولاد کے درجے بھی ہم بلند کر دیں گے) بے اسکے کہ باپوں کا ثواب کچھ کم کیا جائے۔ اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہے کہ ایک کا نیک عمل دوسرے کے لئے مفید ہوسکتا ہے۔

(۱۴) فِی الْبَحْرِ مَنْ صَامَ اَوْ صَلّٰی اَوْ تَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَہٗ لِغَیْرِہٖ مِنَ الْاَمْوَاتِ وَالْاَحْیَاءِ جَازَ وَیَصِلُ ثَوَابُھَا اِلَیْھِمْ عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ یعنے بحر میں ہے کہ اہل سنت و الجماعت کے نزدیک نماز۔ روزہ اور صدقہ کا ثواب مردہ اور زندہ کو پہنچتا ہے۔

(۱۵) ہدایہ میں ہے لِلْاِنْسَانِ جَعْلُ ثَوَابِ عَمَلِہٖ لِغَیْرِہٖ وَلَوْ صَلٰوۃً اَوْ صَوْمًا وَھُوَ مَذْھَبُ اَھْلِ السُّنَّۃِ یعنے غیر کے لئے کوئی کام کرے اُسکو ثواب پہنچ جاتا ہے اگرچہ نماز یا روزہ ہی کیوں نہ ہو اور یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔ کمالین نے لکھا ہے فَکَاَنَّہٗ اَرَادَ بِھِمْ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَمَنْ وَّافَقَہٗ یعنے صاحب ہدایہ کا اشارہ اہلسنت کیطرف امام الاعظم ابو حنیفہؒ اور اُنکے موافق علماء حنفیہ کی نسبت ہے۔

* بعضوں نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیۃ والذین امنوا واتبعتھم الخ سے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ آیۃ پہلی شریعتوں کے ساتھ مختص ہے (یعنے اُمم ماضیہ کیواسطے یہ حکم تھا کہ ایک شخص اپنے اعمال کا پابند و مقید ہے) لیکن اس امت مرحومہ کو حق تعالیٰ نے یہ امتیاز بخشا ہے کہ اپنے اعمال بھی ہیں اور دوسروں کے اعمال کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ لام بمعنے علیٰ ہے یعنے آدمی پر دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں ہوتا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ کفاروں کا خاصہ ہے۔

(۱۹) ذکر کلمہ طیبہ پر حدیثوں میں بہت ثواب کا وعدہ آیا ہے زندوں کے لئے باعث برکات اور مُردوں کے لئے موجب نجات ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی میت کی نیت سے ایک لاکھ بار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے اور اُس کا ثواب اُس میت کو بخشے اگر وہ مُردہ قابل عذاب ہے تو اُس کو عذاب نہ کیا جائیگا۔ اور اگر وہ قابلِ عذاب نہیں تو اُس کے درجات بُلند کئے جائیں گے۔ اور ایک روایت میں ستر ہزار بار مذکور ہے۔ جیساکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں اس روایت پر عمل کرنیکی تاکید کی ہے مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مرحوم نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مُرید کا یکایک رنگ متغیر ہوگیا۔ آپ نے سبب پُوچھا تو اُس مُرید نے بروئے مکاشفہ بیان کیا کہ مَیں اپنی والدہ کو دوزخ میں دیکھتا ہُوں حضرت جنید رح نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کلمہ طیبہ اِس خیال سے کہ بعض روایتوں میں اسقدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت کا آیا ہے پڑھکر اپنے دِل میں اُس کا ثواب اُس مرید کی والدہ کو بخش دیا اور اُس مُرید کو اطلاع نہ کی کلمہ طیبہ کے بخشتے ہی وہ مرید بشاش ہوگیا۔ پھر آپ نے سبب پُوچھا اُس شخص نے عرض کیا کہ اب میں والدہ کو جنت میں دیکھتا ہُوں تو آپ نے فرمایا کہ اِس شخص کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے ہوئی اور حدیث کی تصحیح اِس کے مکاشفہ سے ہُوئی۔

حضرت امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اس کلام معظم یعنی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے مقابلہ میں تمام عالم ایک قطرہ سے بھی کم حکم رکھتا ہے دریاء محیط کی نسبت یہی کلمہ طیبہ جامع کمالات ولایت و نبوت ہے لوگ تعجب کرتے ہیں کہ صرف ایک کلمہ کے کہنے سے کیونکر آدمی جنت میں داخل ہو سکتا ہے اور فقیر کو خوب معلوم ہوا ہے کہ اگر اس کلمہ کے ایکبار کہنے سے سارے عالم کو بخش دیں اور بہشت میں داخل کردیں تو بھی گنجائش رکھتا ہے۔ اگر اس کلمہ کی برکتوں کو سارے عالم پر تقسیم کریں۔ ابد الآباد سارا جہان معمور و سیراب رہے۔

حضرت شیخ محی الدین عربی قدس سرہٗ نے فتوحات میں فرمایا ہے کہ حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا جس کسی نے ستر ہزار کلمہ پڑھا ہو یا کسی نے پڑھکر اس کا مالک کیا ہو وہ جنت میں داخل کیا جاوے گا۔ اس حدیث کو حافظ نجم الدین غیطی نے بھی اس عنوان سے بیان فرمایا ہے کہ شیخ ابوالعباس قصاب نے اس حدیث کو عجیب قصہ میں صحیح یقین کر لیا ہے کہ اُن کے خادم کی والدہ فوت ہوگئی جب اُس کو والدہ کی وفات کی خبر ہوئی تو وہ بیہوش ہو گیا۔ ابوالعباس رحؒ نے ستر ہزار کلمہ اُس کی ماں کو بخشا تب وہ خادم ہوش میں آگیا۔ آپ نے پوچھا کہ تو بیہوش ہو گیا تھا جھٹ ہوش میں کیسے آیا؟ اس نے کہا کہ جب میں نے ماں کی وفات سنی تو مراقبہ کیا دیکھا کہ فرشتے اُس کو دوزخ میں لیگئے ہیں میں بیہوش ہو گیا۔ اب ناگہاں دیکھا کہ فرشتے اُس کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں لیگئے ہیں۔ ہوش میں آگیا ہوں اور خوش ہوں" انتہی کلامہ

حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ سنبھل میں ایک عورت کا انتقال ہو گیا وہ آپکی معتقدہ تھی آپ اُسکی مزار پر تشریف لیگئے اور قبر میں شبہ واقع ہوا۔ ایکدوسری قبر پر بیٹھ گئے اور فاتحہ پڑھکے اُس کے حال کی طرف متوجہ ہوئے اُس مزار سے اسقدر حرارت محسوس ہوئی کہ الاماں! یاران ہمراہی نے کنارہ کشی کی اور وہاں سے سرک گئے لیکن آپ کو میت کے حال پر کمال رحم آیا اور رفع عذاب کے ملتجی ہوئے۔ لیکن کچھ فایدہ نہ ہوا۔ آپ نہایت متوجہ تھے کہ یکبارگی قلب مبارک پر فیضان ہوا۔ آپنے دوبارہ فاتحہ پڑھی اور ایک ختم تہلیل لا الہ الا اللہ کا اُسکی روح کو بخشا۔ اس عمل کے کرتے ہی ایسا معلوم ہوا کہ آب باران کی مانند فیض اُس مزار پر برس رہا ہے اور ایک آن میں وہ حرارت خنکی سے بدلگئی اور کچھ اثر عذاب کا باقی نہ رہا۔ اُس بیچارے نے عذاب سے نجات پائی اور آپ اس نعمت کا شکریہ بجا لائے۔ بعدہٗ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ ایک زنِ فاحشہ کی قبر تھی کہ آپ کی توجہ کی برکت اور کلمات کا ثواب اور اُسکی خوبی قسمت سے اللہ پاک نے اُسکو بخش دیا اور در رحمت اُسپر کھول دیا۔

پس باجماع مسلمین حرمین الشریفین میں رواج چلا آتا ہے کہ سب اہل اسلام صالحین جمع ہو کر قرآن شریف پڑھتے ہیں اور ثواب اُس کا موتے کو بخش دیتے ہیں۔ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے فرمایا ہے کہ "چوں ثابت شد کہ ثواب عبادات بدنی مانند نماز و روزہ و حج و عبادات مالیہ از صدقہ و عتق و کندنِ چاہ بمیت میرسد لہذا جمہور فقہا حکم کردہ اند کہ ثواب قراۃ قرآن و اعتکاف وغیرہ عبادات بمیت میرسد" (انتہی تذکرۃ الموتی والقبور) مختصر یہ کہ کتب معتبرہ حدیث و فقہ و اجماع اُمت سے ثابت و اثبت ہے کہ ہر ایک چیز کا ثواب زندہ

اخبار

اعلیحضرت شاہ صاحب علیپوری آج کل ضلع جہلم میں رونق افروز ہیں وہاں سے تشریف لاکر امید کیجاتی ہے کہ کشمیر کی سیر فرمائیں گے۔

شکر ہے کہ جناب حافظ انور علی صاحب جج پنشنر رہتکی مصنف قانون تصوف کا مزاج اب صحتیاب ہے خدا تعالیٰ آپ کو عمر طبعی عنایت فرمائے۔ آمین

حضرت قبلۂ عالم شاہ صاحب علیپوری سے جس شخص نے خط و کتابت کرنی ہو وہ علیپور شریف کے پتہ پر کریں۔

نوٹ۔ بباعث عدم گنجائش رسید زر نہیں لکھی جا سکی +

ہر نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

التماس

رسالہ انوار الصوفیہ جس کے انوار آفتاب کی طرح درخشاں ہیں جس کے مضامین علم سلوک اور تصوف کے رُوح رواں ہیں۔ اسلام کا لُب لباب اور بوستان دین کا گُل انتخاب کہنا اسے زیبا ہے۔ اللہ اللہ کیسے اسرار روحانیت کے گلہائے رعنا اس میں شگفتہ ہو رہے ہیں۔ قلب مومن اگر عرش ہے تو اس رسالہ کا ایک ایک نقطہ اس عرش کی قندیل ہے یعنی مومنوں کے قلب اُسکے انوار فیض سے منوّر ہونگے۔ یہ رسالہ نہیں ہے ایک گلدستہ ہے جسمیں گلشن ایجاد کے نادر پھول سجا کر اصحاب ذوق کے پیش کئے گئے ہیں۔ یہ اور رسالوں کیطرح ایکبار مطالعہ کے بعد تقویم پارینہ سمجھا جا کر ردّی میں پھینکا جانے کے لائق نہیں ہے۔ اس کو دیکھئے پھر دیکھئے۔ بار بار دیکھئے بلکہ اس قدر دیکھئے کہ محو تماشا ہو جائیے۔ یہ شاہد معنی ہر بار نئے لباس میں جلوہ گری کریگا اور نئی ادا سے صورت دکھاویگا۔ نظر باز آنکھ اور قدر دان دل کا ہونا شرط ہے۔ اس کی بیقدری محرومیت کی دلیل ہے آئیے اس عزیز کا خیر مقدم کیجئے اور اس کو آنکھوں کی راہ سے دل میں اور دل سے پردۂ جان میں اُتاریئے اور اس کی ہر بار نئی ادا کو ملاحظہ فرمائیے اور اس شعر کو بار بار اس کے حضور میں پڑھئے ؎

ہر دم چمن خود را رنگِ دِگر آرائی
شورے دگر انگیزی ذوقے دگر افزائی

مگر حد ادب نگاہ رہے۔

راقم ایڈیٹر